بیان؛ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم — تلخیص وترتیب: جام ریاض احمد

مجلس ذکر' منعقدہ دارِ بنی ہاشم' ملتان

دنیا کی زندگی' دھوکے کا سامان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِتْبَاعِہٖ اَمَّا بَعْد

دوستو اور بھائیو! ہم لوگ اللہ کی یاد کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ اللہ پاک نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی ہے۔ اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اللہ کی گواہی کے معنی ہیں کہ اللہ کی صفات اور ذات میں کسی کو شریک نہ بنانا۔ اور نبی کریم ﷺ کی گواہی یہ ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر نبوت ختم' اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس کو شہادتیں کہتے ہیں۔ سابقہ انبیاء میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر ہمارا ایمان ہے کہ قربِ قیامت میں' وہ دوبارہ تشریف لائیں گے اور حضور ﷺ کے خلیفہ اور امتی بن کر آئیں گے۔ اپنی نبوت جاری نہیں کریں گے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت

ان سات چیزوں کے ساتھ ہم نے دنیا میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنی ہے۔ اور دنیا کی زندگی کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:۱۸۵) ''اور دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے۔''

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ (محمد:۳۶) ''یہ دنیا کا جینا تو کھیل اور تماشا ہے۔''

اس دھوکے سے بچنے کے لیے' اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ چیزیں ہم پر فرض کی ہیں۔ ان کے تحفظ کیلئے ہمیں فرمایا کہ میری ذات پر ایمان لاؤ اور پختہ یقین کرو کہ نظام کائنات کو چلانے کیلئے میں نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ فرشتے انسان سے پہلے پیدا کیے گئے۔ وہ انتہائی فرماں بردار ہیں' اُن میں بغاوت کی کوئی صفت نہیں۔ کھانا پینا اور دیگر ضروریات اسباب بغاوت ہیں' جو اُن میں نہیں ہیں۔ بس وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی کا حکم بجالاتے ہیں۔ بغاوت کا مادہ جنات اور انسانوں میں ہے۔ اس لیے یہ کھاتے پیتے ہیں اور کھانے پینے سے ہی فساد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی فساد کو دور کرنے، غرور و تکبر اور بغاوت وسرکشی جیسی بیماریوں اور غلطیوں کو ختم کرنے کیلئے ایمان اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے سے' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کے اقرار وایمان سے عاجزی اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے انسان اپنے ظاہری وباطنی اعمال درست کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے نگران ہیں اور ہمارے اعمال کا حساب، کتاب میں لکھ رہے ہیں۔ یہی دفترِ عمل' روزِ قیامت' رب ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال درست کرنے کا طریقہ کتاب میں بتایا ہے۔ رسولوں پر ایمان لاؤ کہ وہی کتاب لانے والے اور طریقہ بتانے والے ہیں۔ کتاب اور رسول دونوں حق اور سچ ہیں۔ ان کی اطاعت میں ہی ہدایت نصیب ہوگی اور دنیا کے تمام

معاملات درست ہوں گے۔ یومِ آخرت پر ایمان سے احتسابِ اعمال کی فکر پیدا ہوگی۔

خیر اور شر کی تقدیر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ پاک نے اچھا اور برا راستہ ہمارے امتحان کے لیے بنا دیا اور اچھا یا برا راستہ منتخب کرنے کے لیے ہمیں اختیار اور سمجھ دی۔ مثال کے طور پر مشہور واقعہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو آدمی لڑتے جھگڑتے پیش ہوئے۔ ایک جبریہ فرقے کا اور دوسرا قدریہ فرقے کا تھا۔ ایک کا عقیدہ یہ تھا' انسان مجبور ہے' خود کچھ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرتے ہیں۔ اور جو قدریہ فرقے کا تھا' اُس کا عقیدہ تھا کہ انسان ہر چیز پر قادر ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ!'' جب دونوں کی بات سنی تو فرمایا ''ایسے کرو تم دونوں کھڑے ہو جاؤ' دونوں ایک ایک ٹانگ اٹھالو۔'' دونوں نے ایک ایک ٹانگ اٹھالی۔ اب فرمایا کہ ''دوسری ٹانگ بھی اٹھاؤ۔'' کہنے لگے وہ تو نہیں اٹھتی' دوسری کیسے اٹھے گی' آدمی گر جائے گا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکمت اور عقلی دلیل کے ساتھ بتایا کہ ''انسان اتنا قادر ہے اور اتنا مجبور ہے۔'' یعنی جو ایک راستہ اللہ تعالیٰ نے سیدھا بنایا' اس کو اختیار کرنے کا ہمیں حکم دیا کہ اس راستے کو پہچان لو۔ اُس راستے پر چلتے ہوئے جو مصائب و آفات آئیں' اُن پر صبر کے ساتھ زندگی گزارو۔ اب ایک آدمی غلط راستہ تلاش کر کے کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بدمعاشی، حرام کاری، نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، جبر، ظلم اور فساد برپا کرتا ہے۔ خدا کی بغاوت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تو اللہ کا بنایا ہوا راستہ اختیار کر لیا۔ اللہ نے سیدھا راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ اُس راستے پر چلتے ہوئے' جو تکالیف، مصائب اور مشکلات پیش آئیں' اُن کو برداشت کرنا اور صبر کر کے معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا یہ ہے والقدرِ خیرِ و شرہٖ من اللہ تعالیٰ و البعثِ بعد الموت۔ اور موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان...... اس بات کا یقین کہ دنیا میں' زندگی گزار کر موت آئے گی اور اس دنیا سے مر کر ہم دوسری دنیا میں منتقل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے قبر میں دوبارہ زندہ کریں گے' حساب کتاب ہوگا پھر موت آئے گی اور پھر تیسری دنیا' آخرت کی دنیا ہے۔ دنیا کی حیات عارضی ہے اور آخرت کی حیات ابدی ہے۔ اللہ کے ذکر سے فکرِ آخرت پیدا ہوتا ہے۔ اور موت کی یاد سے ظلم وعدوان اور فسق وعصیان سے انسان بچ جاتا ہے۔

ذکرِ الٰہی سے انسان کی باطنی وظاہری اصلاح ہوتی ہے۔ اس کی برکت سے انسان صالح، عابد اور زاہد بنتا ہے۔ نیک آدمیوں کے بھی درجات ہیں اور ان میں زاہد مقبول ترین آدمی ہے۔ اس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہوتی ہے۔ نبی سب سے بڑے زاہد ہیں۔ نبوت ایسا بلند مقام ہے کہ یہاں دنیا کے خیال کا بھی گزر نہیں ہوتا۔ اُن کے بعد صحابہ ہیں جنہیں نبی ﷺ تعلیم وتربیت اور تزکیہ سے زاہد بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ ایک مرتبہ پیغام آیا کہ اے میرے پیارے! اگر آپ چاہیں تو پوری وادیٔ بطحا کو سونے کا بنا دوں اور اس سے اپنا فائدہ اٹھائیں۔ دوسری مرتبہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو احد پہاڑ سونے کا بنا دوں اور یہ آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں' اس دنیا سے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک وقت کی ملتی رہے تیرا شکر ادا کروں اور پھر دوسرے وقت نہ ملے' اس نہ ملنے پر صبر کروں اور تیری عبادت کروں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی توفیق عطاء فرمائے اور ریاکاری سے بچائے۔ (آمین)